Law of blasphemy in the light of Quran and Sunnah

ABSTRACT

Whoever is blasphemous with reference to the honour of Holy Prophet s.a.w is a scoundrel and an evil force on this earth. The Muslim Ummah agrees to the point that he or she deserves a capital punishment. Blasphemy with this special reference is a sin in itself and there are clear-cut orders in the Holy Quran regarding its punishment. In the verses of Sura Ahzaab and Sura Tauba, the word 'aza' has been used. Aza in arabic means 'to torture physically, abuse verbally, blame, or use improper or rude language against Holy Prophet (s.a.w). Generally 'aza' stands for insulting Holy Prophet (s.a.w) in any form. Allah has not allowed any one to behave towards Holy Prophet (s.a.w) in an unbecoming manner. As Sura Ahzab states nobody is allowed to torture Holy Prophet (s.a.w). The Holy Quran states that a blasphemer is to be hanged to death. Holy Prophet (s.a.w) in his life time, sentenced a blasphemer to death. Scholars of all schools of thought in Islam agree to capital punishment as a final punishment for a blasphemer. However they disagree at the possibility of provision of repentance and return to Allah, but they agree if an adult Muslim is guilty of deliberate blasphemy he or she is definitely to be hanged. The blasphemer will be punished according the law of the land. If provision of law on this particular clause is not available even then, the scholars agree, that law of the land is to be followed because according to Quranic teachings a certain system should prevail in a country. This system should be in accordance with Quran and Sunnah so that punishment should be carried out according to Quranic principles.

توہین رسالت کی سزا قرآن وسنت کی نظر میں

تحریر: ڈاکٹر سجاد علی استوری
e-mail: drastori@yahoo.com

آئین پاکستان کو اسلامی نظریات کی بنیادوں پر وضع کیا گیا ہے۔جس میں جرم وسزا کے حوالے سے بھی قوانین موجود ہیں جنہیں ''حدود وتعزیرات پاکستان'' کہا جاتا ہے۔آئین کے اس حصے میں مختلف جرائم اوراس کی سزائیں متعین کی گئی ہیں،جس کے مطابق کچھ جرائم ایسے ہیں جن کی انتہائی سزا ''سزائے موت'' ہے۔ان جرائم میں اہم ترین اور موضوع بحث جرم توہین رسالت ہے۔پچھلے دنوں آسیہ نامی خاتون کو پاکستان کے ایک سیشن کورٹ نے اسی جرم کی پاداش میں سزائے موت کا فیصل سنایا،کچھ دنوں بعد بعد پنجاب کے گورنر کا قتل ہو جس کا ایک تعلق توہین رسالت سے بھی قرار دیا جاتا ہے۔جس کے بعد یہ موضوع بہت زیادہ اہمیت کے حامل بن گیا ہے۔اس واقعہ کے بعد علماء اور محققین کی طرف سے توہین رسالت کی سزا کے بارے میں مختلف رائے سامنے آئے۔جو علماء اس کی مخالفت کرتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ قرآن وسنت میں توہین رسالت کی حد ''سزائے موت'' موجود نہیں ہے۔دوسری طرف آئین کے آرٹیکل 295-C کے مطابق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والا کی انتہائی سزا ''سزائے موت'' قرار دی گئی ہے۔یہاں پر اس بات کا صحیح جائزہ لینا ضروری ہے کہ کیا قرآن وحدیث میں اس جرم کی سزا کے بارے میں کوئی واضح نص موجود ہے یا یہ اجتہادی پہلو کا حامل مسلہ ہے یا یہ کہ مسلمانوں کو اپنے رسول ﷺ سے والہانہ محبت اور عقیدت ہے اس لئے یہ ایک خالصتاً مسلمان زہنیت کا اختراع ہے۔اگر چہ اس قانون سے متعلق دیگر بہت سے اعتراضات اور سوالات بھی کئے جاتے ہیں۔لیکن وہ تمام اعتراضات ثانوی ہیں اگر قرآن وسنت میں اس جرم کی ''سزائے موت'' پر نص صریح موجود ہو تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ گستاخی کی حد کیا ہے؟ گستاخی کے شوائد کے معیار اور مقدار کیا ہیں؟ کیا قوانین سلطنت سے ہٹ کر گستاخ رسول کو موت کے گھاٹ اتارا جاسکتا ہے؟ کیا ملکی عدالت کے علاوہ بھی کوئی شخص یا گروہ ذاتی طور پر گستاخ رسول کو سزا دینے کا استحقاق رکھتا ہے؟ لیکن ہمارا موضوع بحث زیادہ تر صرف دو سوالوں سے متعلق ہے کہ کیا توہین رسالت کی سزائے موت نص قرآن سے ثابت ہے؟ کیا رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اپنے گستاخوں کو سزائے موت دی تھی؟ اگر قرآن وسنت طیبہ سے توہین رسالت کی سزائے موت ثابت ہو جائے تو پھر اس کی عملداری کا مرحلہ آتا ہے۔اور عملداری کے قانون میں کوئی سقم ہو تو اس سے اصلیت سزا ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ عملداری کے قانون میں بہتری پیدا کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے۔

توہین رسالت قرآن کی نظر میں:

حیات نبوی میں جن افراد نے شان رسالت میں گستاخی کی ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے اکثر افراد کو مرکز لعنت قرار دیا

ہے۔ان میں سے اکثر مکہ کے رہنے والے تھے اور ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی تھی جو کسی نہ کسی حوالے سے رسول اکرم ﷺ کے ذاتی طور پر جاننے والے تھے کچھ رشتہ دار تھے تو کچھ محلے دار اور ہمسائیدار تھے یہ لوگ منصوبہ بندی کے تحت آپ ﷺ کو ستاتے تھے اور کوئی موقعہ فروگزاشت نہیں کرتے تھے جس میں آپ کی توہین نہیں کرتے ہوں۔آپ ﷺ پر مکی زندگی میں منصوب بندی کے تحت جتنے بھی توہین آمیز واقعات رونما ہوئے ان واقعات کے پیچھے بالواسطہ یا بلاواسط آپ ﷺ کے چچا ابولہب ہی کی کارستانیاں ہوتی تھی تو دوسری طرف ان کی بیوی بھی سب سے بڑی گستاخ رسول تھی۔رشتے میں رسول اللہ ﷺ کی چچی ہونے کے ناطے اس مفسدہ کو دوسروں کے مقابلے میں شان رسالت میں گستاخی کرنے کے زیادہ مواقع حاصل تھے۔اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میاں بیوی کو مورد لعنت بنایا۔

''تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ. مَا أَغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ. سَيَصْلَى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ. وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ. فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ(۱)

ابولہب کے (دونوں) ہاتھ کٹ جائیں، یا وہ ہلاک ہوجائے اور خسارہ اُٹھائے۔نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آیا اور نہ جو اس نے کمایا۔وہ بہت بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا، اور اس (ابولہب) کی بیوی (اروی بنت حرب) بھی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگی جو اپنے دوش پر ایندھن اُٹھائی ہے اور اس کی گردن میں رسّی یا گردن بند ہے۔''

صحیح بخاری میں اس سورہ کی تفسیر اور ابولھب کی شان رسالت میں گستاخی کے بارے میں متعدد روایات درج ہیں:

عن ابن عباس: أن النبی صلی الله علیه وسلم خرج الی البطحاء، فصعد الجبل فنادی: "یا صباحاه". فاجتمعت الیه قریش، فقال: "أرأیتم ان حدثتکم أن العدوّ مُصبحکم أو مُمْسیکم، أکنتم تصدقونی؟". قالوا: نعم. قال: "فانی نذیرٌ لکم بین یدی عذاب شدید". فقال أبو لهب: ألهذا جمعتنا؟ تبا لک. فأنزل الله: { تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ } الی آخرها. وفی روایة: فقام ینفض یدیه، وهو یقول: تبا لک سائر الیوم. ألهذا جمعتنا؟ فأنزل الله: تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَب(۲)

ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک دفعہ مکہ کی طرف نکلے اور ایک پہاڑی پر چڑھ کر یہ ندا دی ''یا صباحاہ'' اس ندا پر اہل قریش وہاں جمع ہوئے تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا ''کیا تمہیں معلوم ہے کہ اگر میں تمہیں یہ کہو کہ تمہارا دشمن صبح وشام تمہارے ساتھ ہے تو کیا تم مجھ پر یقین کروگے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری طرف ڈرانا والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ابولھب بول اٹھا کیا تم نے ہمیں اسے لئے یہاں جمع کیا ہے؟ تمہارے ہاتھ کٹ جائیں (نعوذ باللہ) اتنے میں اللہ نے یہ آیت نازل کی ''تبت یدا۔۔۔۔'' اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ابولھب اٹھا اور حضور ﷺ کے دونوں ہاتھ پکڑ کر (گستاخانہ

انداز میں) میں کہا کہ تمہارے ہاتھ کٹ جائیں۔کیاتم نے ہمیں یہاں اسی لئے جمع کیا ہے۔اتنے میں اللہ نے آیت(تبت یدا۔۔) نازل فرمائی۔

ابولهب هذا هو أحد أعمام رسول الله صلى الله عليه وسلم واسمه: عبد العُزّى بن عبد المطلب، وكنيته أبو عُتبة. وانما سمى "أبا لهب" لاشراق وجهه، وكان كثير الأذية لرسول الله صلى الله عليه وسلم والبغضة له، والازدراء به، والتنقص له ولدينه. (۳)

ابولھب رسول اللہ ﷺ کے چچاؤں میں سے تھا اس کا اصل نام عبدالعزی بن عبدالمطلب تھا۔اس کی کنیت ابو عتبہ تھی لیکن وہ ابولھب سے ہی مشہور تھا کیونکہ اس کا چہرہ چمکدار تھا۔یہ رسول اکرم ﷺ کو بہت زیادہ اذیت (تکلیف) دیتا تھا اور رسول ﷺ سے بغض وکینہ رکھتا تھا اور ذات رسول اور دین رسول کی تحقیر وتذلیل کرتا تھا۔''

سورہ لھب کی آیات کی تفسیر کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابولھب صرف دشمن دین ہی نہیں بلکہ شارع دین کی شان میں گستاخیوں میں بھی بہت آگے تھے۔جب اس نے رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ہاتھ کٹنے کا گستاخانہ جملے کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ان کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔تو ابولھب کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صرف آخرت تک ہی کیوں محصور کیا جارہا ہے۔اگر دنیا میں بھی ممکن ہوا تو اس سزا کی عملداری میں کوئی ممانعت ان آیات میں نظر نہیں آتی ہے۔

مکی زندگی میں رسول کی مخالفت میں پیش پیش شخص ''اخنس بن شُریق'' بھی تھا۔جو رسول اکرم ﷺ کے خلاف زبان درازی کیا کرتا تھا۔اس بد بخت کو رسول اللہ کا سامنا ہوتا تھا تو یہ رسول اللہ پر علانیہ گالیاں بکتا، آنکھیں ٹیڑھی کر کے اشارے کرتا اور لعن وطعن کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر سورہ الھمزۃ میں لعنت بھیجی۔''وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ہر لعن وطعن کرنے والے کے لئے تباہی ہے۔ابن عباس سے روایت ہے۔

باسناده عن ابن عباس في قوله تعالى { وَيْلٌ } شدة عذاب ويقال ويل واد في جهنم من قيح ودم ويقال جب في النار { لِّكُلِّ هُمَزَةٍ } مغتاب للناس من خلفهم {لُّمَزَةٍ} طعان لعان فحاش في وجوههم . نزلت هذه الآية في الأخنس بن شريق ويقال في الوليد بن المغيرة المخزومي وكان يغتاب النبي صلى الله عليه وسلم من خلفه ويطعن في وجهه(۴)

ابن عباس سے روایت ہے کہ ویل کے معنی شدید عذاب کے ہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے یہ جہنم میں خون پیپ سے بھری ہوئی ایک جگہ ہے۔اور کہا جاتا ہے کہ ہر لعن طعن کرنے والا کو آگ میں ڈالا جائے گا۔(لکل ھمزۃ)اس کے معنی لوگوں کے پیٹھ پیچھے بُرائی کرنے کو کہا جاتا ہے۔جب کہ(لمزۃ)کے معنی لعن وطعن کرنے والا اور لوگوں کے سامنے بُرائی کرنے والے کو کہتے ہے اور یہ آیت اخنس بن شُریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد ولید بن مغیرہ المخزومی ہے کیونکہ وہ حضور ﷺ کے پیٹھ

پیچھے غیبت (توہین) کیا کرتا تھا اور سامنے لعن وطعن کیا کرتا تھا۔''

مفسرین نے ان سزاؤں کو صرف جہنم تک محدود کیا ہے۔ جبکہ ان سزاؤں کو دنیاوی جسمانی سزاؤں سے منسوب کرنے میں کوئی ممانعت نظر نہیں آتی ہے۔

مکہ کے دو مشہور آدمی امیہ بن خلف اور اس کا بھائی ابی بن خلف بھی گستاخان رسول میں سے تھے۔ ابی بن خلف اکثر رسول اکرم ﷺ کی ذات کی توہین کیا کرتا تھا۔

''قال الواقدی وحدثنی یونس بن محمد الظفری عن عاصم بن عمر عن عبد الله بن کعب بن مالک عن أبیه قال کان أبی بن خلف قدم فی فداء ابنه و کان أسر یوم بدر فقال یا محمد ان عندی فرسا لی أعلفها فرقا من ذرة کل یوم لأقتلک علیها فقال رسول الله، بل أنا أقتلک علیها ان شاء الله تعالی (۵)

یہ آدمی اکثر و بیشتر رسول اللہ کو آپ ﷺ کے منہ پر ہی قتل کی دھمکیاں دیا کرتا تھا ایک مرتبہ جواباً رسول اللہ نے بھی انہیں کہا میں تمہیں قتل کروں گا۔'' رسول ﷺ کی پیشنگوئی سوفیصد پوری ہوئی'' وقتل أبی بن خلف یوم احد، قتله النبی صلی الله علیه و آله بیده، ذکره قتادة.(٦) اور احد کے دن ابی بن خلف کا قتل ہوا۔ اس کا قتل اللہ کے رسول ﷺ نے خود اپنے ہاتھوں سے کی ہے۔ اس کا ذکر قتادہ نے بھی کیا ہے''

مکہ میں رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں میں پیش پیش ابوجہل بھی تھا۔ جو اکثر و بیشتر رسول ﷺ کی شان کے خلاف گالیاں بکتا تھا یہاں تک کہ ''ایک روز ابوجہل کوہ صفا کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا اور آپ ﷺ کو ایذا پہنچائی اور سخت سست کہا۔ رسول اللہ خاموش رہے لیکن اس کے بعد اس نے آپ ﷺ کے سر پر ایک پتھر دے مارا، جس سے ایسی چوٹ آئی کہ خون بہ نکلا۔''(۷) اہل مکہ انہیں ابوالحکمہ (Father of the Wisdom) سے پکارتے تھے۔ ہٹ دھرمی اور حق کی کھل کر مخالفت کرنے پر رسول ﷺ نے انہیں ابوجہل (Father of the illiteracy) کا لقب دیا تھا۔'' قرآن نے ان ہی کے بارے میں فرمایا ہے۔

''أَرَأَيْتَ اِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى. أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى. كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ . نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ. (۸)

کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اس نے (رسول) کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ دیکھ رہا ہے؟ خبردار اگر وہ (گستاخی رسالت سے) باز نہ آیا تو ہم ضرور (ابوجہل کو) پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھسیٹیں گے۔ وہ پیشانی جو جھوٹی، خطا کار ہے۔''

یہ سزا بھی دنیاوی جسمانی سزا ہی کی طرف اشارہ ہے۔ جنگ بدر میں عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کا سر قلم کیا اور پھر سر کے بالوں کو پکڑ کر

زمین سے کھینچتے ہوئے پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں لے کر آئے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا یہ فرعون قریش ہے۔ اس واقعہ کو بہت سے قدیم اور جدید مفسرین نے لکھا ہے۔

مکی زندگی میں دشمنان دین ورسول ﷺ کو داعی الی اللہ کے منصب سے دور رکھنے کے لئے ہر طرح کے حیلوں اور بہانوں کو تراشتے تھے اور اس طاق میں رہتے تھے کہ کوئی بھی بہانہ ہاتھ آجائے تو رسول ﷺ کی عظمت وحیثیت کو مجروح کیا جائے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے فرزند عبداللہ کا انتقال ہوا تو بہت سارے دشمنان دین ورسول ﷺ نے توہین رسالت کی ناپاک جسارت کیا جن میں عاص بن وائل پیش پیش تھے۔

"ابن عباس قال: كان أكبر ولد رسول الله (صلى الله عليه و آله وسلم) القاسم ثم زينب ثم عبد الله ثم أم كلثوم ثم فاطمة ثم رقية فمات القاسم و هو أول ميت من ولده بمكة ثم مات عبد الله فقال العاص بن وائل السهمى قد انقطع نسله فهو أبتر فأنزل الله "ان شانئک هو الأبتر .(۹)

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے سب سے بڑے فرزند قاسم تھے اس کے بعد زینب پھر عبداللہ پھر ام کلثوم پھر فاطمہ پھر رقیہ تھی۔ جب قاسم کا انتقال ہوا جو کہ آپ ﷺ کی اولاد میں سے پہلی موت تھی جو مکہ میں ہوئی تھی اس (کچھ ہی عرصہ) کے بعد حضرت عبداللہ کا بھی انتقال ہو جاتا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا کہ (نعوذ باللہ) ان (رسول اللہ ﷺ) کی نسل منقطع ہوئی اور وہ ابتر ہے۔ تو اللہ نے (اس کے جواب میں اس کی مذمت کرتے ہوئے) کہا "بے شک اے رسول ﷺ تمہارے دشمن بے نام ونشان رہیں گے۔"

رسول اللہ کی شان میں گستاخی کرنے والوں میں ایک اہم نام ولید بن مغیرہ، کا ہے۔ جو مکی زندگی میں رسول اللہ کو جھوٹا نبی (نعوذ باللہ) کہتا تھا۔ اور آپ ﷺ کی شان کے خلاف ناقابل بیان جملے کہتا تھا۔ لعن وطعن کرتا تھا۔ قرآن نے سورہ قلم میں انہیں "چغل خور اور بدنسل" سے یاد کیا ہے۔

هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ . مَنَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ . عُتُلٍّ بَعْدَ ذَلِكَ زَنِيمٍ. (۱۰)

عیب جو، چغل خور، بخیل، حد سے بڑھنے والا، گنہگار، تندمزاج، اور اس کے علاوہ بدذات (حرام زادہ) بھی ہے۔"

{ زَنِيمٍ } دعى(لعيب فى نسبه) .وكان الوليد دعيا فى قريش ليس من سنخهم ، ادعاه أبوه بعد ثمان عشرة من مولده . وقيل : بغت أمّه ولم يعرف حتى نزلت هذه الآية ، جعل جفائه ودعوته أشد معايبه ، لأنه اذا جفا وغلظ طبعه قسا قلبه واجترأ على كل معصية ، ولأن الغالب أن النطفة اذا خبثت خبث الناشىء منها . ومن ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " لا يدخل الجنة ولد الزنا ولا ولده ولا ولد ولده"(۱۱)

علامہ مجلسی نے بھی بحار الانوار کی جلد ۹ میں اس کا مصداق گستاخ رسول ولید بن مغیرہ کو قرار دیا ہے۔ مذکورہ سارے اوصاف ولید بن مغیرہ کے ہیں جس کا باپ کا پتہ نہ تھا قریش میں پرورش پا کر جب اٹھارہ برس کا ہو چکا تو مغیرہ نے اسے اپنا لیا۔

مکی زندگی میں جو لوگ رسول ختم المرتبت ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے میں پیش پیش تھے اور وقت ملنے پر سب وشتم کرتے تھے ان میں سے اکثر کو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی عبرت ناک سزاؤں اور دنیاوی عذاب پر مبتلا کیا اور ان سے اپنے حبیب ﷺ کی حفاظت فرمائی جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا تھا۔''اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ (۱۲) زمخشری اس آیت کے ذیل میں لکھتا ہے کہ

''عن عروة بن الزبير في المستهزئين : هم خمسة نفر ذوو أسنان وشرف : الوليد بن المغيرة ، والعاص بن وائل ، والأسود بن عبد يغوث ، والأسود بن المطلب ، والحرث بن الطلاطلة . وعن ابن عباس رضى الله عنه : ماتوا كلهم قبل بدر. قال جبريل عليه السلام للنبي صلى الله عليه وسلم : أمرت أن أكفيكهم ، فأومأ الى ساق الوليد فمرّ بنبال فتعلق بثوبه سهم ، فلم ينعطف تعظّماً لأخذه ، فأصاب عرقاً فى عقبه فقطعه فمات ، وأومأ الى أخمص العاص بن وائل ، فدخلت فيها شوكة ، فقال: لدغت لدغت وانتفخت رجله ، حتى صارت كالرحى ومات ، وأشار الى عيني الأسود بن المطلب ، فعمي وأشار الى أنف الحرث بن قيس ، فامتخط قيحاً فمات ، والى الأسود بن عبد يغوث وهو قاعد فى أصل شجرة ، فجعل ينطح رأسه بالشجرة ويضرب وجهه بالشوك حتى مات.''

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ (رسول ﷺ کا) مزاق اڑانے والے پانچ افراد تھے۔ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن یغوث، اسود بن المطلب، حرث بن طلاطلہ، سب کے سب (جنگ) بدر سے پہلے مر گئے تھے۔(۱۳) پس اللہ تعالیٰ نے ایک طرف رسول اکرم ﷺ کے شاتم کو دنیا و آخرت میں مختلف سزاؤں سے دوچار کیا وہی پر بنی نوع انسان کو رسول ﷺ کا، اذیت، توہین، استہزاء، تنقیص، تضحیک، اہانت کسی بھی شکل میں مخالفت کرے اس کو قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا:

فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ. ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۱۴)

پس تم ان کی گردنوں پہ اور جوڑ جوڑ پر ضرب لگاؤ (یہ سزا) اس لئے دیا گیا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دے گا تو یاد رکھو اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔''

یہ آیات مدینہ میں نازل ہوئی ہے ان آیات کے نزول کے وقت مدینہ میں ایک اسلامی ریاست معرض وجود میں آچکی تھی اسی لئے مسلمانوں کو توہین رسالت کرنے والوں کی گردن زنی کا حکم دیا گیا۔ اس سے یہ درس بھی ملتا ہے کہ دنیا کے جس کونے میں بھی توہین

رسالت ہو جائے تو اسلامی ریاستوں کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ اس کے خلاف اقدام کرے۔ دوسری طرف یہ بات بھی ذہین نشین رہے کہ رسول کی توہین صرف فعلی نہیں بلکہ زبانی بھی ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے رسول ﷺ کی توہین فعلی سے نہیں بلکہ زبانی توہین سے بھی منع فرمایا ہے۔

''وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۔(۱۵)

اور ان ہی میں (وہ لوگ) بھی ہیں جو اللہ کے نبی ﷺ کو (بدگوئی سے) اذیت پہنچانا چاہتے ہیں یہ شخص تو بہت سننے والا (یعنی کان کا کچا ہے، اے پیغمبر ﷺ) کہہ دیجئے کہ ہاں وہ بہت سننے والا ہے مگر تمہاری بہتری کے لئے۔ وہ اللہ پر یقین رکھتا ہے اور وہ مومنوں کی بات پر بھی یقین رکھتا ہے۔ اور وہ ان کے لئے سراسر رحمت ہے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول ﷺ کو آزار پہنچانا چاہتے ہیں ان کے لئے عذاب ہے دردناک عذاب!!!

''اس آیت میں یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ حضور ﷺ کی مخالفت اور دشمنی میں آپ ﷺ کو کوئی جسمانی تکلیف یا اذیت نہیں پہنچائی جا رہی ہے بلکہ صرف کانوں کا کچا کہہ کر جو لوگ آپ ﷺ کو قلبی اور ذہنی اذیت پہنچاتے ہیں وہ بھی گستاخی اور توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان کے لئے بھی دردناک عذاب کی وعید ہے۔''(۱۶)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ کی مکی زندگی میں اسلام کی مخالفت کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن جن لوگوں نے اسلام اور رسول اللہ کی مخالفت میں ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا رسول اکرم ﷺ کی شان میں توہین کی ان میں سے اکثر کو اللہ تعالیٰ نے مرکز لعنت قرار دیا۔ جن لوگوں نے شفوی اور زبانی رسول اللہ ﷺ کی توہین کی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے اس کا جواب دیا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ کو ساحر، کذاب، صباۃ، بے نسل، وغیرہ سے یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے انہیں ''**ابتر، زنیم، نمیم، معتد اثیم، عتل، کذاب، دعی، مفسد، منافق، کافر، مشرک، فاجر** اور مجرم جیسے الفاظ سے پکارا ہے اور یقیناً مجرم، مفسد، مرتد، مشرک کو تمام شرائط کی تکمیل کے بعد قتل کرنے کا حکم میں بھی کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اور یہ بات بھی اظہر من الشمس ہے کہ شان رسالت میں گستاخی کرنے والا شخص مشرک، مجرم، مفسد اور مرتد کا مصداق بن جاتا ہے۔ اسی طرح جن لوگوں نے عملی اور فعلی طور پر رسول کی توہین کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح جواب دیا ہے۔ **تبت يدا، حبل من مسد، الحطمة، هاويه، كعصف ماكول، لنسفعاً بالنّاصية، نار مئوصدة، نار حامية،** جیسے اصطلاحات سے انہیں دنیاوی اور اخروی سزاؤں کا مستحق قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی قرآنی روح کے مطابق ایسے افراد میں سے بہت سو کو سزائیں دی گئی جن میں سے بعض کو سزا موت بھی دی گئی ہے۔ خالق کائنات اپنے رسول ﷺ کی توہین کو کسی بھی حال میں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں، چاہیے یہ توہین زبانی ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو بھی شخص اللہ کے

رسول ﷺ کی توہین کرے گا چاہیے وہ توہین زبانی ہو یا فعلی وہ مجرم اور مفسد فی الارض ہے اور وہ دنیا اور آخرت میں بڑے سے بڑے سزا کا مستحق ہے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (۱۷)

اور جو شخص خدا اور رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا تو یاد رہے کہ خدا بڑا سخت عذاب کرنے والا ہے۔''

گفتگو کا سیر حاصل یہ ہے کہ قرآنی آیات کے تناظر میں اللہ کے رسول ﷺ کی مخالفت اور توہین کرنے والے کی اُخروی سزا میں تمام مسلمانوں میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے البتہ دنیاوی سزا سے متعلق مختلف رائے موجود ہیں۔توہین رسالت سے متعلق قرآنی آیات پر غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان آیات کا تعلق دنیا اور آخرت دونوں سے ہے۔

گستاخ رسول سیرت طیبہ کی نظر میں:

جیسا کہ ذکر ہوا رسول اللہ کی مکی زندگی میں جن افراد نے آپ کی شان میں گستاخی کی تھی ان میں سے اکثر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں لعنت بھیجی ہے۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ نے بھی ان کے بارے میں بددعا کی ہے۔اس سلسلے میں مشہور روایت حضرت عبداللہ بن مسعود سے موجود ہے۔جیسے اکثر مورخین اور محدثین نے بیان کیا ہے۔صحیح بخاری وصحیح مسلم میں بھی یہ روایت آئی ہے۔

''عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رضى الله عنه - قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم - يُصَلِّى فِى ظِلِّ الْكَعْبَةِ ، فَقَالَ أَبُو جَهْلٍ وَنَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ ، وَنُحِرَتْ جَزُورٌ بِنَاحِيَةِ مَكَّةَ ، فَأَرْسَلُوا فَجَائُوا مِنْ سَلاَهَا ، وَطَرَحُوهُ عَلَيْهِ ، فَجَائَتْ فَاطِمَةُ فَأَلْقَتْهُ عَنْهُ ، فَقَالَ » اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ، اللَّهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ « . لأَبِى جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ ، وَأُبَىِّ بْنِ خَلَفٍ ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِى مُعَيْطٍ « . قَالَ عَبْدُ اللَّهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُمْ فِى قَلِيبِ بَدْرٍ قَتْلَى . قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ وَنَسِيتُ السَّابِعَ .وَقَالَ يُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبِى إِسْحَاقَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ . وَقَالَ شُعْبَةُ أُمَيَّةُ أَوْ أُبَىٌّ . وَالصَّحِيحُ أُمَيَّةُ۔(۱۸)

اس روایت کے مطابق ابو جہل اور اس کے ساتھی کی سازش سے عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ پر حالت سجدہ میں اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی تھی۔حضرت محمد ﷺ کی دختر نیک حضرت فاطمہ علیہا السلام کو اس بات کی خبر ہوئی تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آکر اوجھڑی کو آپ ﷺ کے پیٹھ سے ہٹا دیا اور ان بدبختوں پر بددعا کی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے تین بار ان پر لعنت کی اے اللہ تو قریش کو پکڑ لے۔پھر آپ ﷺ نے نام لے کر بددعا کی اے اللہ ابو جہل کو پکڑ لے اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو پکڑ لے''ابن مسعود روایت کرتے ہیں''قال عبد الله : فو الذى أنزل الكتاب ، لقد رأيتهم جميعا يوم

بدر فی قلیب واحد ۔اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ جن لوگوں کے نام رسول اللہ ﷺ نے گن گن کر لیے تھے۔سب کے سب بدر کے کنویں میں مقتول پڑے ہوئے تھے۔'' (۱۹)

گستاخ رسول کی سزا 'موت' کے مخالفین کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے مخالفین کو اپنی حیات میں سزا نہیں دی ہے۔ یقیناً رسول اکرم ﷺ نے اعلان نبوت کے بعد مکی زندگی میں کسی کو کوئی سزا نہیں دی ہے کیونکہ مکی زندگی کے حالات ایسے نہیں تھے کہ کسی کو سزا دی جاتی ۔ آپ ﷺ نے مدنی زندگی میں متعدد جنگیں لڑیں لیکن کوئی ایک بھی جنگ مکی زندگی میں نہیں لڑی، اس کی بنیادی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ مکہ کے حالات سزاوار نہیں تھے کہ دشمنان دین ورسول کے خلاف کوئی عملی اقدام کیا جاتا۔مکی زندگی میں جن افراد نے شان رسالت میں گستاخیاں کی تھی ان میں سے بہت ساروں کو مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد سزائیں دی گئیں ہیں۔ ویسے تو ان میں سے اکثر تو جنگ بدر میں مارے گئے تھے جو لوگ زندہ بچ گئے تھے ان میں سے زیادہ تر کو بعد میں سزائے موت دی گئیں ہے۔ گستاخ رسول میں ایک بڑا نام 'امیہ بن خلف' کا ہے۔ جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ یہ شخص رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کیا کرتا تھا اور سخت عداوت رکھتا تھا۔

''أمية : بن خلف بن وهب بن حذاقة بن جمح كان من أشد أعداء النبى۔(۲۰)
امیہ بن خلف رسول ﷺ کے سخت دشمنوں میں سے تھا۔''

انه(اميه بن خلف) يجتهد فى ايذاء النبى صلى الله عليه و سلم(۲۱)
بے شک امیہ بن خلف ہمیشہ رسول ﷺ کو اذیت دینے کی تگ ودو میں رہتے تھے۔''

یہ شخص مکہ میں رسول ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کیا کرتا تھا بعض مورخین کے مطابق راہ چلتے اگر اس کی ملاقات رسول اللہ ﷺ سے ہو جاتی تو یہ آپ ﷺ کے چہرے اقدس میں تھوکا کرتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد یہ شخص کسی کام سے مدینہ میں آیا تھا۔تو حضرت بلال نے اس کو قتل کیا۔

''حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِى يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ - رضى الله عنه - قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كِتَابًا بِأَنْ يَحْفَظَنِى فِى صَاغِيَتِى بِمَكَّةَ ، وَأَحْفَظَهُ فِى صَاغِيَتِهِ بِالْمَدِينَةِ ، فَلَمَّا ذَكَرْتُ الرَّحْمَنَ قَالَ لاَ أَعْرِفُ الرَّحْمَنَ ، كَاتِبْنِى بِاسْمِكَ الَّذِى كَانَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ . فَكَاتَبْتُهُ عَبْدُ عَمْرٍو فَلَمَّا كَانَ فِى يَوْمِ بَدْرٍ خَرَجْتُ إِلَى جَبَلٍ لأُحْرِزَهُ حِينَ نَامَ النَّاسُ فَأَبْصَرَهُ بِلاَلٌ فَخَرَجَ حَتَّى وَقَفَ عَلَى مَجْلِسٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَقَالَ أُمَيَّةُ بْنُ خَلَفٍ ، لاَ نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ . فَخَرَجَ مَعَهُ فَرِيقٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِى آثَارِنَا ، فَلَمَّا خَشِيتُ أَنْ يَلْحَقُونَا خَلَّفْتُ لَهُمُ ابْنَهُ ، لأَشْغَلَهُمْ فَقَتَلُوهُ ثُمَّ أَبَوْا حَتَّى يَتْبَعُونَا ، وَكَانَ رَجُلاً ثَقِيلاً ، فَلَمَّا أَدْرَكُونَا قُلْتُ لَهُ ابْرُكْ .

فَبَرَکَ ، فَأَلْقَيْتُ عَلَيْهِ نَفْسِي لأَمْنَعَهُ ، فَتَخَلَّلُوهُ بِالسُّيُوفِ مِنْ تَحْتِي ، حَتَّى قَتَلُوهُ ، وَأَصَابَ أَحَدُهُمْ رِجْلِي بِسَيْفِهِ ، وَكَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ يُرِينَا ذَلِكَ الأَثَرَ فِي ظَهْرِ قَدَمِهِ (۲۲)

اس واقعہ کو اکثر مورخین اور محدثین نے بیان کیا ہے۔صاحب البدایہ والنھایہ نے اس کو یوں بیان کیا ہے۔

''قال عبد الرحمن فوالله انی لاقودهما اذ رآه بلال معی - وکان هو الذی یعذب بلالا بمكة على] ترک [الاسلام - فلما رآه قال رأس الكفر أمية بن خلف، لا نجوت ان نجا، قال: قلت: أی بلال أسیری، قال لا نجوت ان نجا، ثم قال صرخ بأعلا صوته يا أنصار الله ! رأس الكفر أمية بن خلف لا نجوت ان نجا، فأحاطوا بنا حتى جعلونا في مثل المسكة (ا) فأنا أذب عنه، قال: فأخلف رجل السيف فضرب رجل ابنه فوقع، وصاح أمية صيحة ما سمعت بمثلها قط، قال: قلت: انج بنفسک ولا نجاء] بک [، فوالله ما أغنى عنک شيئا .قال فهبر وهما بأسيافهم حتى فرغوا منهما .قال فكان عبد الرحمن يقول: يرحم الله بلالا فجعنى بأدراعی وبأسیری۔(۲۳)

مندرجہ بالا دونوں روایتوں کا مفہوم یہ ہے کہ امیہ بن خلف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا دوست تھا اس لئے بلا کسی خوف وخطر کے مدینہ میں آیا تھا،حضرت بلال نے انہیں مدینہ میں پاتے ہی عبدالرحمٰن کی ایک نہیں مانی اور انہیں قتل کیا۔

ابولہب کا قتل بھی کچھ اسی طرح سے ہوا ہے۔ جنگ بدر مسلمانوں کی کامیابی کی خبر جب مدینہ میں پہنچی تو حضرت عباس بن عبدالمطلب کے غلام حضرت ابورافع نے خوشی کا اظہار کیا جس پر ابولہب آگ بگولہ ہوا اور ابورافع کو زدوکوب کیا تو ام الفضل نے اس کے سر پر لکڑی سے ایسا کاری ضرب مارا اسی ضرب کی تاب نہ لا کر کچھ عرصہ بعد ابولہب مر گیا اکثر مورخین کی رائے ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کی بددعا کا نتیجہ تھا کہ یہ شخص واصل جہنم ہوا۔(۲۴)

جنگ بدر کے عنوان سے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے تناظر میں جنگی قیدیوں کی معافی اور رہائی کا ذکر بھی کثرت سے کیا جاتا ہے لیکن کبھی اس بات پر غور ہوا کہ جہاں قیدیوں کو آزاد کیا گیا وہی پر کچھ قیدی ایسے بھی تھے جنہیں سزا موت بھی دی گئی۔اس حوالے سے بہت سے مورخین نے لکھا ہے کہ

''عقبة بن أبی معیط، قتله عاصم بن ثابت بن أبی الأقلح بأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بالصفراء صبرا، وكان أخذ أسيرا۔(۲۵)

جنگ بدر سے واپسی میں] حکم رسول ﷺ سے عاصم بن ثابت نے عقبہ بن معیط کو قتل کیا۔عقبہ بن ابی معیط وہی شخص تھا جس نے رسول اکرم ﷺ کی گردن پر حرم کعبہ میں حالت نماز میں اوجھڑی ڈالی تھی۔اور ایک دفعہ تو اس نے رسول اکرم ﷺ کی گردن میں چادر ڈال کر کے کھینچا تھا۔

”عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللَّهِ - صلى الله عليه وسلم - قَالَ رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِي مُعَيْطٍ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ - صلى الله عليه وسلم - وَهُوَ يُصَلِّي ، فَوَضَعَ رِدَائَهُ فِي عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا ۔(۲۶)

عروہ بن زبیر سے روایت ہے۔ میں نے عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ رسول خدا ﷺ کو مشرکین میں سے سب سے زیادہ کس نے زیادہ تکلیف (توہین) پہنچائی ۔(عبداللہ بن عمر) نے کہا۔ میں نے دیکھا عقبہ بن ابی معیط رسول اکرم ﷺ کی طرف آیا جبکہ آپ ﷺ نے نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی گردن میں چادر ڈال کر شدت سے کھینچا۔“

یہی وجہ ہے کہ اس کو قتل کرتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کی گردن اڑادی جائے۔ یوں یہ شخص مکہ میں توہین رسالت میں بہت مشہور تھا۔ ”جنگ بدر سے واپسی میں راستے میں ہی دو قیدی نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط کی رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حضرت علی بن ابی طالب نے گردن ماردی“ (۲۷) کیونکہ یہ دونوں افراد وہ تھے جو مکہ میں رسول اکرم ﷺ کی توہین کیا کرتے تھے۔

بحث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو دنیا اور آخرت میں سزا کی وعید سنائی ہے۔قرآنی حکم کے عین مطابق مدینہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد اسلام اور شارع اسلام کے مخالفین کے سرگنہ کفار کو قتل کیا گیا۔ جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام میں توہین رسالت کی کوئی گنجائش نہیں اور ایسا کرنے والے اللہ اور رسول کے مجرم ہیں اور سزا کے مستحق ہیں جس کی انتہائی سزا موت ہے۔

فکری اور عقلی طور پر بھی توہین رسالت کی انتہائی سزا موت بنتی ہے۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی شریعت آخری شریعت ہے جو مکمل اور جامع ہے۔ اگر رسول اللہ ﷺ کی توہین یا تنقید کی اجازت دی جائے تو اس سے جہاں رسول اکرم ﷺ کی زندگی متنازع بن جائیں گی وہی پر شریعت کی روح بھی باقی نہیں رہے گی۔ یوں اسلام کی تاثیر انسان کی روحانی زندگی تک ہی محدود ہوکر رہ جائیں گی جس کا مطالبہ یورپی ممالک کے ساتھ بعض مسلمان (اپنے زعم میں) دانشور بھی کرتے ہیں۔ جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات کا نام ہے جو انسان کی دینی اور دنیوی زندگی میں کمال کا خواہاں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے عمومی طور پر تمام انبیاء کی عزت واحترام کو لازمی قرار دیا ہے وہی پر خصوصی طور پر رسول اکرم ﷺ کے احترام اور عزت کو اسلام کا بنیادی حصہ قرار دیا ہے۔ یہاں تک رسول اکرم ﷺ سے برتاؤں میں بھی احترام رسالت کا خیال رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

”يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ.

اے ایمان والوں! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ ان سے اُونچی آواز میں بات کرو، جس طرح تم ایک دوسے سے بات کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“ (۲۸)

اس آیت میں غور کیا جائے تو یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ تمام نیک کام بشمول اللہ کی عبادت اعمال میں شمار ہوتے ہیں۔عبادت کی قبولیت کا دارومدار اللہ تعالیٰ پر ہے۔اب اگر رسول ﷺ کی معمولی توہین پر اللہ کی عبادت قبول نہیں ہوتی ہے تو پھر کوئی شخص رسول کی توہین کرنے کے باوجود مسلمان کیسے قرار پا سکتا ہے؟

آج کے اس پرآشوب دور میں جہاں مسلمانوں کے آپس میں تفرقہ بازی عام ہوئی ہے۔وہی پر مسلمانوں میں وحدت اور اتحاد کا سب سے بڑا ذریعہ رسول اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ اور قرآن مجید ہے۔پچھلے کچھ عشروں میں بعض ناعاقبت اندیش طاقتیں ان دونوں حقیقتوں کو متنازع بنانے کی بھرپور کوششیں کر رہی ہیں۔اگر یہ طاقتیں اپنے ان عزائم میں کامیاب ہوجاتی ہیں تو پھر مسلمانوں کے درمیان وحدت اور اتحاد کا کوئی ذریعہ باقی نہیں رہتا ہے۔رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے احترام اور عزت کرنا تمام مسلمان بلا کسی تفریق کے واجب تصور کرتے ہیں جس سے تمام مسلمانوں میں ایک عالمگیر وحدت بھی پیدا ہوجاتی ہے اور ''اسی طرح تمام انبیاء کرام ان پر نازل شدہ کتب اور صحیفوں پر بھی ایمان لانا درحقیقت پوری انسانیت کو ایک لڑی میں پرونا ہے،اس تفرقے (فتنہ فساد) کا سبب وہ بنتے ہیں جو ان تعلیمات کو جھٹلاتے یا ان کے مابین کسی قسم کی تفریق کو روا رکھتے ہیں۔''(۲۹)

توہین رسالت کا مرتکب شخص مرتد ہے:

اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اپنا محبوب قرار دیا ہے اور انسانوں کے اعمال کی قبولیت رسالت آخرالزماں ﷺ کی اطاعت ومحبت سے مشروط قرار دیا ہے۔لہٰذا کسی بھی مسلمان کو رسول اکرم ﷺ سے کسی بھی شکل میں نفرت کا اظہا کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شان رسالت میں عمداً توہین کرنے والا انسان کافر اور مرتد ہے۔کسی شخص کا مرتد ہونے کی کم از کم حد کیا ہونی چاہیے؟اکثر فقہاء ومجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کی شان کے خلاف اپنی زبان سے جان بوجھ کر توہین آمیز لفظ نکالتا ہے تو یہی لفظ یا جملہ اس کے مرتد ہونے کے لئے کافی ہے۔یہاں تک عمداً ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرے یعنی اگر کوئی شراب نوشی کرے اور یہ نظریہ بھی قائم کرے کہ شراب حلال ہے تو اس نے حرام الٰہی کو حلال کیا لہٰذا وہ شخص مرتد ہے۔مرتد دو طرح کے ہوتے ہیں۔''**المرتد على ضربين: مرتد عن فطرة الاسلام، فهذا يجب قتله وتبين امرأته في الحال وعلهيا عدة المتوفى عنها زوجها. والآخر: من كان اسلم عن كفر ثم ارتد وقد دخل بزوجته فان الفسخ يقف على انقضاء العدة، فان رجع في العدة الى الاسلام فهما على النكاح، وان لم يرجع حتى انقضت العدة وقع الفسخ بالارتداد. وبه قال الشافعي: الا أنه لم يقسم المرتد. وقال أبو حنيفة: يقع الفسخ في الحال، ولا يقف على انقضاء العدة، ولم يفصل أيضا. دليلنا: اجماع الفرقة وأخبارهم**۔(۳۰) مرتد کی دو قسمیں ہیں۔ایک مرتد وہ ہوتا ہے جس کے والدین میں سے دونوں یا ایک غیر مسلم ہو اور اس شخص نے اسلام قبول کیا پھر دائرے اسلام سے خارج ہوا تو وہ مرتد ملی کہلاتا ہے،اکثر مجتہدین اس مرتد کی انتہائی سزا ''موت'' قرار نہیں دیتے ہیں البتہ وہ مرتد

جس کے والدین میں سے دونوں یا ایک مسلمان ہوں اور وہ مرتد ہو جائے تو اسے مرتد فطری کا نام دیا جاتا ہے۔ تمام مسالک اسلامیہ کے فقہاء کے نزدیک بالاجماع کوئی شخص چار شرائط بالغ مرد، عاقل، ارادتاً اور اختیار کے ساتھ ارتداد کرے تو وہ مستوجب قتل ہے۔ اگر مرتد فطری عورت ہو تو اسے قتل کیا جائے یا نہیں اس پر فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ المرأة اذا ارتدت لا تقتل، بل تحبس وتجبر على الاسلام حتى ترجع، أو تموت في الحبس. وبه قال أبو حنيفة وأصحابه، وقالوا: ان لحقت بدار الحرب سبيت واسترقت. وروى عن علي عليه السلام: انها تسترق. وبه قال قتادة. وقال الشافعي: اذا ارتدت المرأة قتلت، مثل الرجل ان لم يرجع. (۳۱) عورت اگر مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے حبس (قید) میں رکھا جائے یہاں تک وہ اسلام کی طرف دوبارہ پلٹنے پر مجبور ہو جائے یا حالت حبس میں مر جائے۔ ابو حنیفہ اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہی خیال ہے ان کا کہنا ہے کہ اگر دوران جنگ ملے تو اس سے تختی کیا جائے۔ حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان کے ساتھ تختی کیا جائے۔ قتادہ کا بھی یہی خیال ہے۔ جبکہ شافعی کا کہنا ہے کہ اگر عورت مرتد ہو جائے اور وہ دوبارہ اسلام کی طرف آنے کے لئے تیار نہ ہو تو اسے بھی مرد کی طرح قتل کیا جائے۔''

بہرحال تمام اسلامی مکاتب فکر کے فقہاء کے نزدیک اگر کوئی بالغ عاقل مسلمان مرد ارادتاً توہین رسالت یا کسی اور وجہ سے مرتد ہو جاتا ہے تو وہ واجب القتل ہے۔ البتہ بعض فقہاء اس کو توبہ اور استغفار کا مواقع دینے کے حق میں ہیں جبکہ بعض فقہاء ایسے شخص کی توبہ و استغفار سے اس پر حد شرعی جاری ہونے میں رکاوٹ تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ حضرت روح اللہ خمینی کا سلمان رشدی کے خلاف واجب القتل کا فتویٰ صادر کرنے کی بنیادی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ سلمان رشدی مرتد فطری کا مصداق بن گیا ہے اور یہ اب بھی اپنے ارتداد پر قائم ہے۔ مقصود کلام یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان فرد رسول اکرم ﷺ کی شان میں سوچے سمجھے منصوبے کے تحت گستاخی کرتا ہے تو وہ مرتد ہے اور تمام مکاتب اسلام کے اکثر فقہاء کے نزدیک مرتد واجب القتل قرار پاتا ہے۔

رسول رحمت للعالمین اور گستاخ رسول کا قتل:

توہین رسالت کے مرتکب کو سزائے موت دینے کے مخالفین کا ایک بنیادی اعتراض یہ ہوتا ہے کہ اللہ کے رسول رحمت اللعالمین ہیں لہٰذا اپنے کسی ذاتی دشمن کو کبھی بھی قتل کا حکم نہیں دے سکتے ہیں۔ یقیناً رسول اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے رحمتِ عالمین بنا کر بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیا ہے۔ یہاں تک کہ فتح مکہ میں ''لا تثريب عليكم اليوم'' کہہ کر اہل مکہ کے لئے ایک عمومی معافی کا اعلانیہ جاری کیا۔ فتح مکہ میں جہاں پر ایک عمومی معافی کا اعلان ہوا تو وہی پر چند مخصوص افراد کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ خانہ کعبہ کے غلاف کو پکڑ کر کے توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ بعد میں اس میں سے کچھ کو قتل بھی کیا گیا جس میں دو خواتین بھی شامل تھی جنہیں سزائے موت دی گئی ہیں مورخین کے نزدیک قتل ہونے والی خواتین رسول اکرم ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ہجوانہ کلام کہا کرتی تھی۔ جنگ احد میں دشمنوں کے ہاتھوں زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے دعا کی ''اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمون. اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتی۔ (۳۲) وہی پر جنگ احد سے ''مدینہ

واپسی میں ابو عزہ جمحی، آپ ﷺ کی گرفت میں آ گیا۔ یہ وہی شخص ہے جسے بدر میں گرفتار کئے جانے کے بعد اس کے فقر (غربت) اور لڑکیوں کی کثرت کے سبب اس شرط پر چھوڑ دیا گیا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف کسی سے تعاون نہیں کرے گا لیکن اس نے وعدہ خلافی اور عہد شکنی کی اور اپنے اشعار کے ذریعہ نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے خلاف لوگوں کے جزبات کو برانگیختہ کیا۔ پھر مسلمانوں سے لڑنے کے لئے خود بھی جنگ اُحد میں آیا۔ جب یہ گرفتار کر کے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو کہنے لگا: محمد ﷺ! میری لغزش سے درگزر کر دو۔ مجھ پر احسان کر دو اور میری بچیوں کی خاطر مجھے چھوڑ دو۔ میں عہد کرتا ہوں کہ اب دوبارہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اب یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ تم مکہ جا کر اپنے رخسار پر ہاتھ پھیرو اور کہو کہ میں نے محمد ﷺ کو دو مرتبہ دھوکہ دیا۔ مومن ایک سُوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا۔ اس کے بعد حضرت زبیر یا حضرت عاصم بن ثابت کو حکم دیا اور انہوں نے اس کی گردن ماردی۔'' (۳۳) اسی طرح جنگ بدر سے واپسی میں جہاں دس مسلمان بچوں کو تعلیم دینے کی شرط کے ساتھ قیدیوں کو معاف کرنے کا حکم صادر فرمایا تو وہی پر چند قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم بھی صادر فرمایا۔ اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہر آدمی آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کرے۔ جن لوگوں نے ذاتیات سے اوپر ہو کر مخالفت کی اور ایک طرح سے حزب مخالف کا کردار ادا کیا، رسول اللہ نے وعظ، نصیحت اور تبلیغ دین سے راہ راست میں لانے کی کوشش کی، ان کے خلاف کوئی مہم جوئی نہیں کی ہے اور نہ ہی انہیں قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور جنہوں نے اسلام دشمنی میں رسول اللہ ﷺ کی ذاتی زندگی پر حملے کئے اور آپ ﷺ کی توہین کے مرتکب ہوئے قرآن وسنت کے تناظر میں یقیناً وہ واجب القتل ہیں۔ بدقسمتی سے رحمت للعالمین کے مفہوم کو غلط بیان کیا جاتا ہے۔ ایسا تاثر دیا جاتا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ ہر طرح کے مجرم یہاں تک کہ شریعت اور صاحب شریعت کی تذلیل کرنے والے کو بھی معاف کر دیتے تھے۔ جبکہ ایسا ہرگز نہیں تھا۔ اس بات کو آپ ﷺ نے اپنی ایک حدیث میں بھی واضح فرمایا ہے۔

''انی لم أبعث أعذب بعذاب الله انما بعثت بضرب الرقاب وشد الوثاق۔ (۳۴)

میں اللہ کے عذاب کے ساتھ لوگوں کو عذاب دینے کے لئے رسول بنا کر نہیں بھیجا گیا ہوں لیکن میں بے حرمتوں، باغیوں (کافروں) کی گردنیں قلم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔''

الغرض اللہ تعالیٰ نے جہاں ایک طرف آپ ﷺ کو رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا ہے وہی پر آپ ﷺ کو ''أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ'' (۳۵) کا مصداق بھی قرار دیا ہے۔ کسی تحریک کی مخالفت کرنا اور ہے اور کسی کی ذات کی توہین کرنا دوسرا مسئلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اسلام کی مخالفت کی، اللہ کے رسول ﷺ نے ان سب کے قتل کا حکم نہیں دیا بلکہ ان لوگوں کو چن چن کر قتل کرنے کا حکم دیا جنہوں نے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کی توہین کی تھی یا وہ کافر قتل ہوئے جنہوں نے ہٹ دھرمی سے کام لیتے ہوئے اسلام کے خلاف محاذ جنگ سجایا۔ یہی وجہ نظر آتی ہے کہ ''ابوالبختری نامی ایک کافر کے بارے میں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ انہیں جنگ میں پاؤں تو قتل نہ کرنا کیونکہ مکہ میں یہ شخص ہمیشہ میری توہین کرنے سے اپنے ہاتھ کھینچتے تھے، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے بنی مطلب کے بائیکاٹ کا صحیفہ چاک کر دیا تھا۔'' (۳۶)

توہین رسالت کی سزا قرآن وسنت کی نظر میں

توہین رسالت پر سزا موت کی مخالفت میں ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رسول اللہ کے حکم سے دوران جنگ کفار کا قتل ہوا ہے حالت امن میں رسول اللہ ﷺ نے کسی کو قتل کا حکم نہیں دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے بلکہ حالت امن میں مدینہ کا مشہور یہودی 'کعب بن اشرف' کا قتل آپ ﷺ کی اجازت سے ہوا۔ کعب بن اشرف ایک مالدار شخص ہونے کے ساتھ ساتھ مشہور شاعر تھا۔ اس نے ان دونوں خصوصیات کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کیا۔ ایک طرف رسول اللہ اور آپ ﷺ کے ماننے والوں کے خلاف ہجوانہ شاعری کرتا تھا جس میں نہایت نازیبا الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی توہین کیا کرتا تھا تو دوسری طرف دولت کے بل بوتے پر مسلمان کی عصمت کو خریدنے کی کوشش کرتا تھا۔ اسی لئے مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے خفیہ منصوبہ بندی کے تحت اس شخص کو قتل کیا گیا۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس شخص کو قتل کرنے کی اجات دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کرے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دی ہے۔ (۳۷) کعب بن اشرف کے قتل کے واقعہ سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی شان میں اگر کوئی شخص ذاتی طور پر عمداً گستاخی کا مرتکب کرتا ہے تو وہ واجب القتل ہے، چاہے اس کا تعلق کسی بھی مذہب اور فرقہ سے کیوں نہ ہو اور اگر کوئی جماعت یا فرقہ اجمالی طور پر ایسی حرکتوں میں اتر آئے تو پھر اس گروہ اور فرقہ کے سرغنہ کو اس گستاخی کا سزاوار ٹھہرایا جائے گا۔ البتہ یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہے کہ یہ فرد یا افراد مسلمان حکومت کی گرفت میں ہو اور اگر مسلمانوں کے گرفت میں نہ ہو تو پھر مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ بین الاقوامی قوانین کے تحت اس گستاخانہ رویوں کے خلاف احتجاج کریں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی مخالفت اور توہین کرنے والوں میں ان بعض افراد کو معین کر کے مورد لعنت قرار دیا، وہی اجمالی طور پر انہیں دنیا اور آخرت کے دردناک عذاب کی وعید سنایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

''وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔ (۳۸)

وہ لوگ جو رسول خدا کو اذیت و تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

اسی طرح سورہ النسا میں ارشاد ہوا۔

''وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (۳۹)

اور جو راہ راست کے ظاہر ہونے کے بعد رسول سے سرکشی کرے اور وہ مومنین کے طریقہ کے سوا کسی اور راہ پر چلے تو جدھر وہ پھر گیا ہے، ہم بھی اُدھر ہی پھیر دینگے اور آخر اسے جہنم میں جھونک دینگے اور وہ تو بہت بُرا ٹھکانا ہے۔''

یقیناً رسول کی دشمنی سے مراد حکم رسول، ذات رسول اور شان رسول کی مخالفت کرنے کا نام ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کی انتہائی سزائے موت ہونے پر قرآن وسنہ سے نص صریح موجود ہے۔ اور امت اسلامیہ کے تمام مسالک کے فقہاء میں بھی تقریباً اجماع ہے کہ توہین رسالت کرنے والے کی آخری سزا ''سزائے موت'' ہے۔ علاوہ ازیں اگر شاتم رسول مسلمان ہو تو مرتد کے ضمرے میں بھی واجب القتل ہے۔

گستاخی کا معیار و مقدار اور سزا کی شرائط:

ہماری نظر میں اس مسئلہ کے دو بنیادیں ہیں، ایک گستاخی کا ثبوت، دوسرا تمام شرائط کے مکمل ہونے پر اس پر عمل داری۔
جیسا کہ ذکر ہوا کہ مسلمانوں میں توہین رسالت کے مجرم کی انتہائی سزائے موت ہونے پر اتفاق و اجماع پایا جاتا ہے۔ البتہ مجرم کا جرم کی معیار و مقدار کے عنوان سے سزا کا تعین میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء وفقہاء شاتم رسول کی سزا قتل ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن قرآن مجید کی آیات میں مختلف سزائیں بیان وہوئی ہیں۔ جس میں قتل، عمر قید، جسمانی سزا (جسمانی ریمانڈ)، ہاتھ پاؤں کاٹ دینا، سولی پر لٹکا دینا، شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سنہ 1986ء میں پاس ہونے والے بل میں شاتم رسول کے لئے دو سزائیں متعین ہوئی تھی۔ ''جو کوئی عمداً زبانی یا تحریری طور پر یا طعنہ زنی یا بہتان تراشی بالواسطہ یا بلا واسطہ، اشارتاً یا کنایتاً نام محمد ﷺ کی توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرے، وہ سزائے موت یا سزائے عمر قید کا مستوجب ہوگا اور اسے سزائے جرمانہ بھی دی جائے گی۔'' (۴۰) چونکہ اکثر علماء کی ان آیات کے بارے میں تفہیم یہ ہے کہ شاتم رسول ﷺ کی سزا بطور حد قرآن میں بیان ہوئی ہے اور وہ صرف سزائے موت ہے۔ اس لئے شاتم رسول کے لئے کوئی دوسرا سزا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ 1991ء میں عمر قید کی شرط کو اس قانون سے ہٹایا گیا موجودہ قانون کے مطابق توہین رسالت کے لئے صرف سزائے موت کی سزا موجود ہے۔ علماء کو ایک بار پھر اس بات کا تعین کرنا لازمی ہے کہ جرم کی معیار و مقدار کے مطابق سزا کا تعین کیا جائے جس میں شاتم رسول ﷺ کی انتہائی سزا ''سزائے موت'' ہی ہونا چاہیے۔ اسی طرح کسی کو ان سزاؤں کو معاف کرنے یا کم کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہونا چاہیے کیونکہ قرآن مجید میں اس کی صراحت موجود ہے۔

گستاخ رسول کے مصداق کے لئے مسلمان یا اسلامی ملک کا باشندہ ہونا لازمی نہیں بلکہ ہر وہ انسان جو مسلمان ہو یا نہیں چاہیے اسلامی مملکت کا باشندہ ہو یا غیر اسلامی ملک کا رہنے والا ہو ہر حال میں گستاخی کے مرتکب ہونے پر توہین رسالت کی سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ تمام شرائط کے ساتھ گستاخی رسول کے ثبوت حاصل ہو جائے تو گستاخ رسول مستوجب قتل قرار پاتا ہے۔ البتہ کسی شخص کا کسی دوسرے شخص یا گروہ کے بارے میں گستاخ رسول ہونے کا الزام لگانے سے گستاخی رسالت ثابت ہونا مشکل ہے۔ جب تک مطلوبہ شوائد موجود نہ ہو (فقہاء وعلماء کی آراء کے مطابق شواہد کی کمیت اور معیار کا تعین ہونا چاہیے) اسی طرح کسی شخص یا گروہ کو اپنی ذات آپ کسی گستاخ رسول کو سزا دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے چاہے اس شخص اور گروہ کو مجرم کا گستاخ رسول ہونے میں یقین حاصل ہو۔ بعض علماء گستاخ رسالت کا خون ہر مسلمان کے لئے مباح تصور کرتے ہیں، اس سلسلے میں سیرت طیبہ سے جتنے بھی واقعات پیش کئے جاتے ہیں اگر ان واقعات پر غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ شاتم رسول کا قتل کرنے کے لئے رسول اکرم ﷺ سے پیشگی اجازت حاصل کی جاتی تھی۔ کعب بن اشرف کا قتل ہو یا ابن خطل کا قتل ہو کسی بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے سے پہلے اللہ کے رسول قول یا تقریر سے اس کی اجازت مرحمت فرماتے تھے۔ لہٰذا آج بھی کسی کو ذاتی طور پر یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ شاتم رسول کو قانون سے ہٹ کر قتل کرے یہ حق صرف ریاست کو حاصل ہے۔ البتہ ریاست ایسا کرنے سے باز آجائے یا قانون خلاف شرع ہو ہو تو پھر کیا کیا جائے۔ اس سلسلے

توہین رسالت کی سزا قرآن وسنت کی نظر میں

میں بھی علماء میں دو رائے پائے جاتے ہیں، بعض علماء کا کہنا ہے کہ جس شخص کو شاتم رسول کے بارے میں یقینی علم ہو تو وہ شاتم رسول کی زندگی سلب کرسکتا ہے لیکن اکثر علماء کی رائے ہے کہ اس صورت میں فقہاء و مجتھدین سے رجوع کیا جائے اور ان کی ہدایات کے مطابق عمل کیا جائے۔ البتہ جن ممالک میں قرآن کی روح کے مطابق قوانین موجود ہوں تو پھر قوانین حدود و تعزیرات کی اجرا کا حق کسی گروہ یا پارٹی کو حاصل نہیں بلکہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے، شیعہ نقطہ نظر سے یہ حق بھی ہر طرح کی حکومت کو حاصل نہیں بلکہ ایک ایسی اسلامی حکومت کو حاصل ہے جس کی نمائندگی رسول، امام یا نائب امام کرتا ہو ورنہ صحیح اور حقیقی اسلامی حد کا اجراء نہیں ہوگا بلکہ قوانین سلطنت کے مطابق سزا دی جائے گی۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اگر کسی ملک کے قوانین میں توہین رسالت کی سزا ''سزائے موت'' ہے تو اس کو ختم کر دیا جائے بلکہ اس کو حد شرعی کے طور پر نہیں بلکہ قوانین سلطنت کے طور پر سمجھا جائے گا۔ اگر ۱۹۷۳ء کے آئین میں شان رسالت میں گستاخ کی سزا 'سزائے موت' ہے تو کسی بھی صورت میں اس کو ختم کرنے کی حمایت کوئی مسلمان نہیں کرسکتا ہے۔ تمام مسلمان متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی کی محبت اور اطاعت واجب ہے اور آپ ﷺ کی توہین کرنا جرم عظیم ہے۔

بحث کا سیر حاصل یہ ہے کہ

جو کوئی بھی رسول خدا ﷺ کی شان میں گستاخی کرے وہ مفسد فی الارض اور مرتد ہے اس ضمن میں سزائے موت کا مستحق ہونے میں امت میں اختلاف موجود نہیں ہے، لیکن قرآنی آیات کے مطابق شان رسالت کی توہین فی ذاتہ ایک جرم ہے۔ اور قرآن نے اس جرم کو بھی حد کو طور پر بیان کیا ہے۔ سورہ الاحزاب اور التوبہ کی آیات میں لفظ ''اَذٰا'' استعمال ہوا ہے جس کا مطلب رسول اکرم ﷺ کو جسمانی تکلیف دینا، زبانی گالی گلوچ دینا، تہمت تراشی یا نازیبا الفاظ سے بدسلوکی کرنا الغرض کسی بھی شکل میں رسول ﷺ کی توہین کرنے کا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی کو بھی یہ حق نہیں دیا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسا اقدام کرے جو آپ ﷺ کے شایان شان نہ ہو۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

''وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ(۴۱)

کسی کو بھی اجازت نہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو تنگ کرے (گالی دے)۔''

لہٰذا قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین کرنیوالے شاتم رسول کی انتہائی سزا ''سزائے موت'' ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں شاتم رسول کو سزائے موت کا حکم صادر فرما چکے ہیں۔ نیز مسلمانوں کے تمام فرقوں کے فقہاء تقریباً متفق ہیں کہ توہین رسالت کی انتہائی سزا سزائے موت ہے۔ البتہ توبہ اور رجوع اللہ کا موقع ملنا چاہئے یا نہیں اس پر علماء میں اختلاف ہے، البتہ اس حد تک اس میں بھی اتفاق پایا جاتا ہے کہ اگر مسلمان، مرد، بالغ ہو کر اختیار وہ ارادہ سے ایسا کیا تو اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا لیکن مسلمان عورت، یا کافر مرد و عورت توہین رسالت کرے تو اسے تین دن کا مہلت دینا چاہئے تا کہ وہ اس سے بازگشت کرے اور مہلت کے باوجود وہ اپنے جرم پر مصر رہے تو اسے بھی سزا دیا جائے۔

حوالہ جات

(۱) سورہ تبت، آیت ۱ تا ۵

(۲) البخاری، أبو عبد الله محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من أمور رسول الله صلی الله علیہ وسلم وسننه وأیامه، ج ۱۲، ص ۳۹۷، حدیث: ۴۹۷۲، المحقق : محمد زهیر بن ناصر الناصر، الناشر : دار طوق النجاة، الطبعة : الأولی ۱۴۲۲ھ، عدد الأجزاء : ۹

(۳) أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي الدمشقي (۷۰۰-۷۷۴ھ)، تفسیر القرآن العظیم، ج ۸، ص ۵۱۴، المحقق : سامي بن محمد سلامة، الناشر : دار طیبة للنشر والتوزیع، الطبعة : الثانیة ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹م، عدد الأجزاء : ۸، مصدر الکتاب : موقع مجمع الملک فهد لطباعة المصحف الشریف

(۴) ابن عباس رضی الله عنهما(ینسب الیه)، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس، ج ۲، ص ۱۵۶، مصدر هالکتاب : موقع التفاسیر، http//www.altafsir,com، الکتاب مرقم آلیا غیر موافق للمطبوع

(۵) ابن ابی الحدید معتزلی، أبو حامد عزالدین بن ہبۃ اللہ بن محمد بن محمد بن أبي الحدید المدائنی، شرح نہج البلاغۃ، ج ۱، ص ۱۴۱، دار النشر : دار الکتب العلمیۃ - بیروت/لبنان - ۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۸م، تحقیق: محمد عبدالکریم النمری، عدد الأجزاء/۲۰

(۶) شیخ الطائفة أبی جعفر محمد بن الحسن الطوسی، التبیان فی تفسیر القرآن، ج ۷، ص ۴۷۸، تحقیق وتصحیح : أحمد حبیب قصیر العاملی، عدد الأجزاء : ۱۰ أجزاء، سی ڈی المکتبة الشاملة)

(۷) صفی الرحمن مبارکپوری، الرحیق المختوم، ص ۱۴۵، المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، لاہور، جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ بمطابق ۱۹۹۶ء

(۸) سورہ العلق، آیت ۱۳ تا ۱۸

(۹) الطباطبائی، علامہ محمدحسین، تفسیر المیزان، ج ۲۰، ص ۲۱۲، http//www.altafsir,com، الکتاب مرقم آلیا غیر موافق للمطبوع

(۱۰) سورہ القلم، آیت ۱۱، ۱۲، ۱۳

(۱۱) أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشری جار الله، الکشاف، ج ۴، ص ۱۱۸،، مصدر الکتاب: موقع التفاسیر، http//www.altafsir.com، الکتاب مرقم آلیا غیر موافق للمطبوع

(۱۲) سورہ الحجر، آیت ۹۵

(۱۳) ـــــ، الکشاف، ج ۳، ص ۳۸۸، المؤلف

(۱۴) سورہ انفال، آیت ۱۲، ۱۳

(۱۵) سورہ توبہ، آیت ۶۱

(۱۶) محمد اسمٰعیل قریشی، ناموس رسول اور قانون توہین رسالت، ص ۹۵، الفیصل ناشران، جنوری ۲۰۱۰ء، اردو بازار لاہور

(۱۷) سورہ الانفال، آیت ۱۳

(۱۸) ـــــ۔صحیح البخاری، باب الدعاعلی المشرکین بالھزیمۃ، ج۱۰،ص۴۲۴،حدیث:۲۹۴۳،

(۱۹) ـــــ۔البخاری، کتاب الوضوء باب اذا القی علی المصلی

(۲۰) السید ھاشم البحرانی، حلیۃ الأبرار، ج ۱، ص ۱۴۱، سی ڈی المکتبۃ الشاملۃ

(۲۱) تفسیر غرائب القرآن و رغائب الفرقان، ج ۱، ص ۲۹۶۷، سی ڈی مکتبۃ الشاملۃ

(۲۲) ـــــ۔صحیح البخاری، ج۸، ص ۳۵۰،والرحیق المختوم،ص۳۰۴،

(۲۳) ابن کثیر،اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی أبوالفداء،البدایۃ والنہایۃ، ج۳،ص۳۵۰،الناشر:مکتبۃ المعارف-بیروت،مصدرالکتاب:موقع یعسوب،ترقیم الکتاب موافق للمطبوع

(۲۴) شیرازی،آیت اللہ ناصر مکارم،تفسیر نمونہ، ج۱۵،ص۵۴۸،ترجمہ سید صفدر حسین نجفی،مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور، ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

(۲۵) أنساب الأشراف، أنساب الأشراف،عدد الأجزاء :۱۳، ص ۱۲۹،مصدر الکتاب: موقع الوراق، http:www//alwarraq.com ، الکتاب مرقم آلیا غیر موافق للمطبوع

(۲۶) ـــــ۔صحیح البخاری، باب حدثنی الحمیدی، ج۱۲،ص۴۳۸،

(۲۷) ـــــ۔الرحیق المختوم،ص۳۱۱،

(۲۸) سورہ حجرات، آیات ۲،۳

(۲۹) الثقافۃ الاسلامیہ، ص ۲۱، سنۃ النشر ۲۰۱۰م، مرکز الشیخ زاید الاسلامی ، جامعۃ کراتشی

(۳۰) الشیخ الطوسی ، الخلاف،ص ۳۱۷، ج۴،سی ڈی المکتبۃ الشاملۃ

(۳۱) ـــــ۔الخلاف،ص۳۱۹،ج۵،

(۳۲) الغزالی،محمد بن محمد أبو حامد،احیاء علوم الدین،ص۲۹۱-دارالمعرفۃ-بیروت،عددالأجزاء:۴۔صحیح مسلم، باب غزوہ۲۔۱۰۸

(۳۳) ـــــ۔الرحیق المختوم،ص۳۸۸،۳۸۹،

(۳۴) علاء الدین علی بن حسام الدین الہندی البرہان فوری (المتوفی : ۹۷۵ھ)، کنز العمال فی سنن الأقوال والأفعال،الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ،الطبعۃ الخامسۃ ۱۴۰۱ھ۔۱۹۸۱م،مصدرالکتاب:موقع مکتبۃ المدینۃ الرقمیۃ، http://www.raqamiya.org،ترقیم الکتاب موافق للمطبوع

(۳۵) سورہ الفتح ،آیت ۲۹

(۳۶) ـــــ۔الرحیق المختوم،ص۳۰۳،

(۳۷) ـــــ۔ص۳۳۲،بحوالہ ابن ہشام ج ۲۔۵۱ تا ۵۷،صحیح بخاری ج ۱،ص۳۴۱۔۴۲۵، ج ۲،ص ۵۷۷)

(۳۸) سورہ توبۃ ،آیت ۶۱

(۳۹) سورہ النساء، آیت ۱۱۵

(۴۰) ـــــ۔ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت،ص۳۳۴،

(۴۱) سورہ الاحزاب،آیت.